مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب کا مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔

اسلام لانے کے بعد صحابہ امن پسند اور دیانتدار ہوگئے ! سرکاری دورہ اور تحائف ! یتیم کا مال ؟ حکومت نگران ! کفار کے ہاں میدان سے بھاگنا گناہ نہیں !

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(درس نمبر 27 کیسٹ نمبر 77 سائیڈ B 1987 - 10 - 25)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یتیم کا مال کھانا یہ بھی مُوْبِقَاتْ میں ہے مُہلِکات میں ہے انسان کو یعنی اُس کی عاقبت کو برباد کر دیتا ہے تو وہ سات چیزیں کہ جن سے بچنے کی ہدایت فرمائی تاکید فرمائی اُن میں ایک یہ بھی ہے۔ انسان میں کمزوریاں ہیں اور وہ غالب آجاتی ہیں سوچتا ہے کہ نہ غالب آئیں پھر بھی غالب آجاتی ہیں تو اُنہیں اگر روک دیا جائے تو رُک بھی جاتا ہے آدمی ! ! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جس ماحول سے نکل کر مسلمان ہوتے تھے اُس ماحول میں بہت کم دیانتدار لوگ تھے اور اکثریت اُن کی حلال و حرام کی تمیز جانتی ہی نہیں تھی اُنہیں کوئی خبر ہی نہیں، جب یہاں آتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو بتلاتے تھے کہ یہ غلط ہے یہ صحیح ہے ! !

مدبر بھی گوریلا بھی ! !

ایک صحابی ہیں حضرت مغیرہ اِبن شعبہ رضی اللہ عنہ یہ بہت بڑے صاحب ِتدبیر اور بڑے بہادر اور گوریلہ لڑائی کے ماہر ! تو اِن کا یہ ہوا کہ یہ کچھ لوگوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے دل میں یہ تھا کہ مسلمان ہو جاؤں گا تو اِنہوں نے اپنے ساتھیوں میں ایک کو مارا ! دوسرے کو مارا اور اُن کا مال لیا ! اور آ گئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ! تو آقائے نامدار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اَمَّا الْاِسْلَامُ فَاَقْبَلُ تمہارا جو اِسلام ہے یہ تو میں قبول کرتا ہوں منظور کرتا ہوں ! ! وَاَمَّا الْمَالُ فَلَسْتُ مِنْهُ فِیْ شَیْ ءٍ[1] اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مال جو ہے اس کی ذمہ داری یہ میرے اُوپر نہیں ! مگر وہ رہے وہاں کچھ مطالبہ بھی نہیں ہوا اور صلح بھی اُس وقت تک نہیں ہوئی تھی حدیبیہ کی، حدیبیہ کی صلح میں یہ طے ہو گیا تھا کہ اگر کوئی ایسے کرے گا اور ہم اُسے واپس بلائیں گے تو آپ کو واپس دینا ہوگا وَاِنْ کَانَ عَلٰی دِیْنِكَ چاہے وہ مسلمان ہو چکا ہو ! اِلَّا رَدَدْتَّهٗ اِلَیْنَا[2] پھر بھی ہمارے پاس آپ کو واپس بھیجنا ہوگا ! ! یہ معاہدہ ہو گیا ! یہ اس سے پہلے کی بات ہے ! !

تو یہ تمیز کہ یہ درست ہے یہ نا درست ہے یہ تو اسلام نے بتلائی ہیں چیزیں ! اس سے پہلے تو اِن لوگوں میں اس چیز کی کوئی تمیز نہیں ہوتی تھی ! کسی کو بھی پکڑ لیتے تھے اور بیچ دیتے تھے ! آپس میں قبائل میں دُشمنیاں تھیں مخالف قبیلے کے لوگوں کو پکڑ لیتے تھے اور بیچ ڈالتے تھے ! !

حضرت زید رضی اللہ عنہ جنہوں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کے یہاں تربیت پائی ہے اُن کو اسی طرح ایک دشمن قبیلہ جو تھا اُس نے حملہ کیا پکڑ لیا اور پکڑ کے اِغوا کر کے لے گئے لے جا کر بیچ دیا ! اور وہ غلام بن گئے ! ہوتے ہوتے وہ مکہ مکرمہ میں آ گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گئے ! یہیں رہے تو یہ تمیز کہ اس طرح سے مال جائز ہے لے سکتے ہو اس طرح ناجائز ہے نہیں لے سکتے، یہ تمیز ہوتے ہوتے، ہوتے ہوتے اتنے درجے تک پہنچا دیا کہ تقوی یہ ہے کہ یہ لو اور یہ نہ لو۔

---

[1] بخاری شریف کتاب الشروط رقم الحدیث ۲۷۳۱

[2] بخاری شریف کتاب الشروط رقم الحدیث ۲۷۱۱

حضرت معاذ اِبن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے تعریف کی ہے کہ اَعْلَمُھُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ [1] حلال اور حرام کا علم رکھنے والے معاذ اِبن جبل ہیں ان کے پاس زیادہ ہیں معلومات اس قسم کی ! پہلے کچھ غلطی ہوگئی تھی نماز پڑھانے کی ! اُس کے بعد تنبّہ ہوا ہوگا پھر پوچھتے رہتے ہوں گے خیال رکھتے ہوں گے حتی کہ یہ اتنے بڑے ہوگئے کہ اَعْلَمُھُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فرمادیا ! رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعریف فرمادی ! ان کو بھیجا تھا آقائے نامدار ﷺ نے کہ جائیں وہاں یمن سے وصول کر لائیں جو کچھ بھی اُن پر واجب ہوتا ہے، یہ گئے وہاں سے وصول کر کے لائے وہاں جب پہنچے اور وہاں ٹھہرے تو کچھ لوگوں سے دوستی ہوگئی تعلقات ہوگئے تو ان کو ویسے ہی اس طرح کے تحائف مل گئے اور وہ خالص دوستی جیسے ہوجاتی ہے وہ ہوگئی اُس میں ہی اُنہوں نے (تحائف) دیے ہیں یہ لے کر سب وصول کر کے آگئے ! تو آقائے نامدار ﷺ نے ان کو چلتے وقت بتلا دیا تھا کہ شاید تمہاری دوبارہ آگے کو ملاقات میرے سے نہ ہو لَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِیْ ھٰذَا وَقَبْرِیْ [2] شاید ایسے ہو کہ میری یہ مسجد اور میری قبر سے تم گزرو، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اس بات کو سن کر بہت رونا آیا تھا لیکن بہرحال وہ وہاں گئے مسلمانوں کے لیے تو یہی حکم تھا کہ جہاں بھیجا جائے وہاں جاؤ ! ثواب بھی اُس میں زیادہ ہے ! !

حکم کی تعمیل کرنے میں ثواب زیادہ ہونے کی وجہ :

ایک صحابی تھے اُنہوں نے سوچا کہ میں نماز ایک اور پڑھتا جاؤں اور لشکر باہر تھا تو وہ آگئے نماز پڑھی نماز کے بعد آپ نے دیکھا اور فرمایا کہ تم یہاں کیسے ؟ تم تو لشکر میں جارہے تھے اُنہوں نے کہا جا تو رہا تھا اور جا بھی رہا ہوں اب بھی، سوچا کہ ایک نماز اور جناب کے پیچھے پڑھ لوں ! تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پسند نہیں فرمایا ! یہ فرمایا کہ وہاں تمہیں جو اَجر ملتا وہ زیادہ تھا ! یعنی وہاں تم جارہے ہو تو وہاں تمہیں یہاں کا اَجر خود ہی ملتا ! اب یہاں کا ملا ہے وہاں کا نہیں ملا ! ایک رہ گیا ! تو عام نظر جو تھی

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب المناقب رقم الحدیث ۶۱۲۰

[2] مشکوۃ شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۲۷۳۱

وہ اور چیز ہے اور خاص نظر اور ! تو حکم جب دے دیا جائے کہ جاؤ تو وہی افضل تھا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اطاعت کی جائے اُسی میں فضیلت ہے ! !

سرکاری دورہ اور تحائف، حضرت عمرؓ کا اعتراض :

تو یہ (حضرت معاذؓ یمن) چلے گئے، واپس آئے ہیں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا جو کچھ وہاں سے وصولی ہوئی وہ پیش کردی ! اور پھر یہ بھی کہہ دیا کہ یہ اُن لوگوں نے مجھے دیا ہے ! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو کچھ نہیں فرمایا اس کو منظور فرمایا ! لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے ! وہاں جانا جو تھا آپ کا وہ سرکاری طور پر تھا تو جو کچھ وہاں سے وصول ہوا وہ آپ کا نہیں ہے ! وہ سب سرکاری ہے وہ سب خزانے میں جمع ہونا چاہیے ! انہوں نے اختلافِ رائے کیا لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے اتفاق نہیں کیا ! اور حضرت معاذؓ نے دلیل پیش کی کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھا کہ مجھے مالی ضروریات مجبور کر رہی ہیں زیادہ ہیں میرے ساتھ لگی ہوئی ! تو ایک مقصد یہ بھی تھا وہاں بھیجنے میں کہ میری امداد ہو جائے ! تو یہ اُنہیں معلوم تھا اس لیے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات کی تائید نہیں کی ! ! !

خواب اور حضرت معاذؓ کا تقوی :

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پھر خواب دیکھا ایک ! جیسے کہ میں کہیں ڈوب رہا ہوں ! اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بچایا ہے تو پھر اس کی تعبیر وہ یہ سمجھے کہ یہ مال غلط ہے ! آئے واپس وہ مال دے دیا کہ بیت المال میں جمع کر لیجیے ! ! !

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اُن (صحابہ) کا حال پہلے تو یہ تھا کہ لوٹ مار کرتے تھے ! حلال وحرام کی بالکل تمیز نہیں تھی ! اور جو آتے تھے وہ اُسی معاشرہ میں سے آ کر مسلمان ہوتے تھے ! پھر اتنی تبدیلی آجانی اتنی تیزی سے کہ ان میں تقوی آجائے ! اور تمیز حلال وحرام کی ہو جائے ! اور رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ مشتبہ چیزوں سے بچو جہاں شک پڑ جائے بس بچ جاؤ اُس سے ! اُس کو چھوڑ دو دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی

مَالَایُرِیْبُکَ اور مُشْتَبِھَاتْ سے بچو اور فرمایا فَمَنِ اتَّقَی الْمُشْتَبِھَاتِ[۱] جو بچے مُشْتَبِھَاتْ سے بس اُس نے اپنے آپ کو بچالیا ! ورنہ مشتبہ چیزوں میں پڑ کر غلطی میں پڑ جاتا ہے ! ! تو اب اُن کا حال پھر یہ ہوجاتا تھا کہ وہ آئے ! اور واپس دے دیا مال سارا ! ضرورت بھی تھی مقروض تھے یا دیگر مصارف اُن کے ذمہ تھے جو شرعی تھے واجب تھے کوئی ایسے فضول خرچی کے نہیں تھے لیکن واپس کر دیا ! ! !

سفارش و تجویز :

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ جو بیت المال میں آنا چاہیے تھا اب آگیا بیت المال میں ! اس میں دینا چاہیے تھا ! انہوں نے دے دیا ! ! اب جناب ان کو یہ مال واپس کر دیں اب انہیں آپ دے دیں ! ! واپس کرنا نہ ہوا وہ تو دینا ہوگیا کہ اب انہیں بطورِ انعام کے جناب یہ مال دے دیں تو پھر سب نے ہی اس سے اتفاق کیا کہ یہ بات ٹھیک ہے ! اب دینا جو ہوگا یہ بیت المال کی طرف سے ہوگا یہ امیر المومنین کا دینا ہوگا اور یہ درست ہوگا ! تو ان حضرات میں یہ تقوی آگیا لیکن جس ماحول سے نکل کر آتے تھے وہاں اگر یتیم کا مال ہاتھ لگ جائے کوئی متولی ہوجائے مالِ یتیم کا تو یتیم تو بیچارا کچھ نہیں سمجھ سکتا وہ تو شفقت کا محتاج ہے اور اُسے کچھ تمیز نہیں بچارے کو، اُس کو تربیت کی بھی ضرورت ہے سمجھ ہے ہی نہیں اُس میں، وہ بچہ ہے تو یہ کرتے تھے کہ جلدی جلدی اُس کے مال کو کسی نہ کسی طرح سے گڑ بڑ کرتے تھے اپنے نام کرالیا اپنا کاروبار چلالیا اُس کے ذریعہ تاکہ بڑے ہونے سے پہلے پہلے یہ ہوجائے ! قرآنِ پاک میں ہے ﴿لَا تَاْکُلُوْھَا اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ یَّکْبَرُوْا﴾ اور جو کھا رہا ہے مال یتیم کا تو وہ آگ کھا رہا ہے ﴿اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا﴾ آقائے نامدار ﷺ نے ان کو بالکل روک دیا اور پوری دیانتداری سکھائی ! ! !

حضرت عمرؓ کا دور اور یتیم کا مال :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایسے ہی ہوا ایک یتیم بچہ تھا اُس کا مال تھا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک تاجر کو دے دیا کہ یہ اِس کا مال ہے اور تم لگالو تجارت میں، وہ لگائے رکھا مال

---

[۱] بخاری شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۲

اُس نے، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ کیا ہوا اُس کا ؟ میں نے تمہیں وہ پیسے دیے تھے فلاں کے ! اُنہوں نے کہا کہ میں نے تجارت میں لگایا ہے اور اب وہ بڑھ کر اتنے ہو گئے ہیں نفع ہوتا رہا ہے اور اُس حساب سے دیکھا جائے تو اتنے بن گئے وہ غالبًا دس ہزار بن گئے ! تو دس ہزار دِرہم اُس زمانے میں یہ اچھی خاصی رقم ہوتی تھی ! ! کیونکہ یہ سمجھئے گا کہ یہ دُوسری جنگ جو ہوئی ہے اس سے پہلے اور جنگِ عظیم چودہ[۱] کے بعد جو تنخواہیں لوگوں کی ہوتی تھیں وہ چار روپے پانچ روپے ! اور وہ اتنے ہوتے تھے کافی اُن کے لیے کہ اُن سے ختم نہیں ہوتے تھے ! تو بہت سی چیزیں تو فری یا بہت سستی تھوڑے سے پیسوں کی لے آئے وہ چل رہی ہے مہینہ ! تو اُس زمانے میں دس ہزار دِرہم اگر کسی کے پاس ہوں یعنی دس ہزار روپے ہو جائیں تو یہ اُس کے گزارے کے لیے اور ہوشمند ہونے کے دور تک کے لیے کافی ہو سکتے تھے ! تو اُنہوں پھر کہا کہ بس یہ واپس دے دو مجھے، واپس لے لیے تو دیانتداری کا دور آگیا اتنا کہ اس میں یہ نہیں رہا کہ کھا گئے یا اُڑا گئے یا نقصان دکھا دیا کوئی غلط چیز ایسی نہیں سب ٹھیک ہوتے چلے گئے ! !

آقائے نامدار ﷺ نے حدیث شریف میں منع فرمایا کہ یہ مُوْبِقَاتٌ میں ہے یہ تو ہلاک کر ڈالنے والی چیزوں میں ہے عاقبت برباد ہو جاتی ہے اِس سے اور قرآنِ پاک میں الگ نازل ہوا یہی حکم، تو پھر یہ سارے کے سارے سب کے سب دیانت دار ہو گئے اور اب تک آپ سنتے بھی ہیں اور عمل بھی کرتے ہیں اب بھی دیانتدار لوگ ایسے ملتے ہیں کہ جو یتیم کا مال یا اور چیزیں کسی اور کی امانت اُس میں خیانت نہیں کرتے ! یتیم کا مال کھا لینا یہ تو خدا سے بے خوفی کی بھی بات ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس کے اُوپر بھی یہی وقت آجائے اور اس کے بچے بھی اسی طرح کسی کے زیرِ نگرانی چلے جائیں تو اُس کو یہ خوف نہیں آرہا اور وہ کھا رہا ہے ! یہ غلط کام ہے یہ بے خوفی کی بھی بات ہے ! ایمان جب آجائے گا تو آخرت کا خیال ہر وقت رہے گا ! خدا کی طرف ذہن ہر وقت رہے گا ! برائی سے بچے گا اور عمل کی جس طرح شریعت نے بتائی ہے ویسی کوشش کرتا رہے گا ! ! !

---

[۱] ۱۹۱۴ء ...... جنگِ عظیم اوّل (۲۸ر جولائی ۱۹۱۴ء تا ۱۱ر نومبر ۱۹۱۸ء)

میدانِ جہاد سے فرار :

ارشاد فرمایا کہ ایک بہت بڑا گناہ جو ہے وہ یہ کہ جہاد ہو رہا ہو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے اَلتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ بہت بڑا گناہ ہے اور قرآنِ پاک میں بھی ارشاد فرمایا ہے ﴿وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَہٗ﴾ جو لڑائی کے دن پشت پھیرے ﴿اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ﴾ سوائے اس کے کہ اُس کی نیت یہ ہو کہ میں پلٹ کر پھر آؤں گا لڑوں گا ﴿اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ﴾ یا وہ جا رہا ہے مقصد یہ ہے کہ وہاں میری جماعت موجود ہے اُن میں جاؤں گا میں، بھاگ کے نہیں جا رہا ہے ! میدان سے پیچھے ہٹنا ہوا یا یہ چال ہوئی ایک طرح کی یا پینترہ بدلنا ہو گیا جس طرح ! چال چلنی ہوگئی لڑائی کی ! تو اگر ایسی نیت نہیں ہے اُس کی بلکہ سچ مچ بھاگ رہا ہے میدانِ جنگ سے ﴿ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ ﴾ اللہ کا غضب لے کر لوٹا ہے ﴿ وَمَاْوٰہُ جَھَنَّمُ ﴾[1] اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے ! ! !

یہ جو مجاہدین ہیں جب تک میدان میں نہیں جاتے تو کہتے ہیں ڈر لگتا رہتا ہے لیکن جب میدان میں چلے جاتے ہیں یہ افغانستان والے لوگ بتاتے ہیں تو پھر یوں نہیں لگتا کہ جیسے میدانِ جنگ میں آئے ہوئے ہیں (بلکہ) بے خوفی سی ہوتی ہے ایک طرح کی تو اللہ تعالیٰ جو مکلّف کرتے ہیں کسی چیز کا تو وہ انسان کی فطرت کو جانتے ہیں اُس کے علم میں ہے اُس کی بنائی ہوئی ہے ﴿اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ﴾[2] (کیا) وہ نہیں جانے گا جس نے پیدا کیا ؟ وہ تو جانے گا ! تو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اللہ نے بنایا ہے انسان کی فطرت کو اِسی طرح کا کہ جب وہ میدان میں اُتر آئے تو یہ کیفیت نہیں ہوتی ! اگر جمنا چاہے تو جم سکتا ہے ! اور جب جمو گے تو پھر دُوسرے کو شکست اُٹھانی پڑے گی ! ! !

کفار کے ہاں میدان سے بھاگنا گناہ نہیں :

اُن کے ہاں پیچھے بھاگنا کوئی گناہ نہیں ہے ! مسلمانوں کے ہاں پیچھے بھاگنا گناہ ہے !

---

[1] سُورة الانفال : ۱۶ [2] سُورة الملک : ۱۴

یہاں ایک صاحب ہیں فوجی ۱؎ وہ وہاں لڑائی میں تھے بنگلہ دیش بننے سے پہلے (مشرقی پاکستان کے) ''ہِلّی'' کے محاذ پر اِن کے سپاہی بھاگنے لگے ! وہ تھے سو تقریبًا ایک جگہ ! اور ایک محاذ پر ہی اگر پیچھے ہٹ جائیں تو پھر سب محاذوں پر اثر پڑتا ہے اُس کا اور اگر وہاں جم جائیں تو دُوسرے محاذوں پر بھی اثر پڑتا ہے تو کوئی چھیانوے میل کا علاقہ تھا اُن کا وہ پیچھے ہٹنے لگے اور ہندو آگے بڑھے ! تو اِنہوں نے (اپنے سپاہیوں سے) کہا کہ تم شرم کرو اِن رام رام کہنے والوں سے تم پیچھے ہٹ رہے ہو بھاگ رہے ہو اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تم پڑھتے ہو ! ! تو کہتے ہیں میں نے اُن سے اتنا کہا تو وہ جم گئے ! ! اگر چہ جمنا بالکل بے موقع تھا ! اُن میں سے اَسّی کے قریب شہید ہوگئے ! وہاں پیچھے ہٹنا رُک گیا ! اور گیارہ کے قریب کہتے تھے شدید زخمی ہوئے ! یہ سب کچھ ہوا لیکن پیچھے ہٹنا پھر بند ہو گیا ایک اِنچ بھی پیچھے پھر نہیں ہٹے ! ! تو اس طرح کی چیزیں جب پیش آتی ہیں اور مسلمان جمتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرما دیتے ہیں ! ! !

تو جہاد تو وہاں روز ہوتا رہتا تھا رسول اللہ ﷺ کے غزوات جو شمار کیے گئے ہیں وہ ستائیس تک ہیں جن میں خود رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے ! باقی اور بھی ہیں جن میں آپ نہیں تشریف لے گئے اور یہ فرمایا کہ اگر مجھے اُمت کا خیال نہ ہوتا تو میں خود جایا کرتا ہر جہاد میں ! ! اور کسی بھی لشکر میں میں یہاں نہ بیٹھا رہتا مَا قَعَدْتُّ خَلْفَ سَرِیَّۃٍ ۲؎ میں خود شامل ہوتا لیکن ایسے ہے کہ جس چیز کو رسول اللہ ﷺ ہمیشہ اور پابندی سے کریں تو وہ پھر واجب ہو جاتی ہے ! تو وجوب کے درجہ سے ہٹانے کے لیے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایسا سمجھا جانے لگے ! اس لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی کیا ہے کہ تشریف نہیں لے گئے بلکہ دُوسروں کو بھیجا ہے ! فلاں جگہ فلاں کو، فلاں جگہ فلاں کو امیر بنا کر بھیجا ہے ! !

۱؎ ریٹائرمیجر جنرل تجمل حسین صاحب ملک حضرت رحمہ اللہ کی خدمت میں کثرت سے تشریف لاتے رہتے تھے جنرل ضیاء الحق کے دور میں ان کی حکومت کا تختہ اُلٹنے کی کوشش کی جو ناکام رہی پھر جیل ہوگئی اسی دوران حضرت رحمہ اللہ کی رحلت ہوگئی ،حضرتؒ کے نام ان کے سیاسی اور تاریخی خطوط کا مجموعہ ماہنامہ انوار مدینہ (جلد ۱۱ شمارہ ۱۲ دسمبر ۲۰۰۳ء تا جلد ۱۲ شمارہ ۳ مارچ ۲۰۰۴ء) میں قسط وار شائع ہو چکا ہے۔ محمود میاں غفرلہٗ

۲؎ بخاری شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۳۶

ایک اور دو کا تناسب یا ایک اور دس کا تناسب :

تو بھاگ جانا اُس زمانے میں بالکل منع تھا پہلے یہ تھا کہ ﴿ اِنْ یَّکُنْ مِّنکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ﴾ [1] اگر تم میں سے بیس ہوں گے جو جم جائیں وہ دوسو پر غالب آجائیں گے، قرآنِ پاک کی آیت ہے اُس کے بعد جب مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تو پھر حکم بدل گیا ﴿ اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ ضَعْفًا فَاِنْ یَّکُنْ مِّنکُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ﴾ [2] اگر تم میں سو ہیں جو جمنے والے ہیں تو وہ دوسو پر غالب آجائیں گے ! تو حکم بدل گیا کہ ایک اور دو کا مقابلہ رہ گیا ! تو ایک اور دو ہوں ! یا ایک اور دس ہوں ! اب تک وہی صورت ہے کہ اگر جم جائیں تو غالب پھر بھی آجاتے ہیں مسلمان ! تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میدانِ جہاد میں پیٹھ پھیر کر بھاگنا (منع ہے) مگر اِس میں مستثنیٰ دو شکلیں کر دیں، ایک یہ کہ وہ اپنے گروہ کے پاس جا رہا ہے ! اور ایک صورت یہ ہے کہ وہ پلٹ کر حملہ کرنا چاہ رہا ہے ! وہ کوئی چال چل رہا ہے اس طرح کی، اُس میں اگر مارا گیا اور پیٹھ کی طرف سے گولی لگی اُس کے ! مارا گیا بظاہر ایسے ! لیکن وہ اِس میں داخل نہیں ! ورنہ بہت شدید بات ہے کوئی پیچھے ہٹے پیچھے ہٹنا بالکل منع ہے ! ! !

پاک دامن عورت پر بہتان :

آقائے نامدار ﷺ نے جو کبائر گنائے اُن میں یہ آتا ہے وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ [3] بھی مُوْبِقَاتْ میں مُہلکات میں شمار ہوتا ہے کہ کوئی پاک دامن عورت ہے اور اُس پر الزام لگا دیا ! یہ گویا اُس بیچاری کی بدنامی بھی ہوگئی مستقبل بھی اُس کا تباہ کرنا ہوگیا ایک طرح سے ! تو بظاہر تو یہ ہے کہ زبان ہی چلائی ایک کلمہ کہا ہے زبان سے ! لیکن حقیقةً خدا کا غضب مول لے لیا اُس نے ! مُہلکات کا مطلب یہ ہے کہ اِس کے بعد ہوسکتا ہے کہ اُس سے نیکی کی توفیق ہی سلب کر لی جائے اور گناہ ہی کی طرف وہ چلتا رہے ! اور گناہ ایسے بھی ہوتے ہیں معاذ اللہ کہ جن کا نتیجہ ایمان کا سلب ہو جانا ہے ! العیاذ باللہ اللہ پناہ میں رکھے !

---

[1] سُورة الانفال : ٦٥ [2] سُورة الانفال : ٦٦ [3] مشکوة شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ٥٢

تو ایسے ہی نیکیاں بھی، کوئی نیکی پسند آجاتی ہے اللہ کو تو وہ نجات کا باعث بن جاتی ہے ! دونوں چیزیں ہیں ﴿ نَبِّیْٔ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴾[1] میرے بندوں کو بتلا دیجئے کہ میں غفور رحیم ہوں ! ﴿ وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ﴾[2] یہ بھی ساتھ ساتھ لگا دیا کہ میرا عذاب جو ہے وہ بڑا دردناک عذاب ہے ! !

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق دے، صحیح راہ پر چلائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعا...............

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (اِدارہ)

---

[1] سُورۃ الحجر : ۴۹ [2] سُورۃ الحجر : ۵۰